ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

سورہ یوسف سے مستنبط اخلاقی اور معاشرتی اصول۔ایک خصوصی مطالعہ

A study of Moral and social principles derived from Surah Yusuf

مزمل مشتاق ، لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج فار ویمن، شیخوپورہ
سمعیہ سندس، لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج فار ویمن،ڈسکہ،سیالکوٹ

Abstract:
The creator of the universe revealed his last book, the Holy Quran, which is a complete code of life for the growth and guidance of humans until the Day of Judgment. There is no corner of religion and world which does not have rules and regulations of guidance. The rules and regulations are also the ones that show the most solid and straight path. Therefore, the Qur'an is the recipe of alchemy, the recitation of which, the listening and recitation of it, the learning and teaching of it, the practice of which and the service of dissemination in any capacity is a great blessing for both this world and the hereafter. Surah Yusuf is also a form of this link which is among the stories of Prophets. This surah is a collection of various moral, spiritual and social virtues and if one wants to learn patience, then he must read Surah Yusuf.
Keywords: Jujment; Recitation; Blessin; Mora.

خالق کائنات نے قیامت تک آنے والے انسانوں کی رشد وہدایت کے لیے اپنی آخری کتاب،قرآن مجید کا نزول فرمایا، جو کہ مکمل ضابطہٴ حیات ہے۔دین ودنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس کے متعلق اس کے اندر ہدایت کے اصول وضوابط موجود نہ ہوں۔اصول وضوابط بھی ایسے جو سب سے زیادہ محکم اور سیدھی راہ دکھانے والے ہیں۔لہٰذا قرآن وہ نسخہ کیمیا ہے جس کی تلاوت، جس کا سننا اور سنانا، جس کا سیکھنا اور سکھانا، جس پر عمل کرنا اور کسی بھی حیثیت سے نشر واشاعت کی خدمت کرنا دنیا وآخرت دونوں کے لیے ایک عظیم سعادت ہے۔

اللہ کو کون سا سیرت وکردار مطلوب ہے اس سورت میں جہاں یہ بتایا گیا ہے وہیں عصر حاضر میں اس کی بہت اہمیت ہے کہ تشکیل افراد سے ہی تشکیل اقوام ہوتی ہے۔

یہ سورت بعض منفرد خصوصیات کی حامل بھی ہے، یہ کہ اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بھی پورا موجود ہے، کیونکہ قرآن پاک میں قصص کا اسلوب یہ ہے کہ موضوع سخن کے لحاظ سے کسی قصے کا جو حصہ موزوں اور مناسب رہتا ہے صرف اس حصے کو لایا جاتا ہے، لیکن قصہٴ یوسف کا معاملہ دیگر قصص کے برعکس ہے۔یہاں تک سورت ہود میں جو قصص پورے بھی آئے وہ بھی اجمالا دیئے گئے ہیں، لیکن قصہ یوسف مناسب حد تک طویل بھی ہے، مکمل بھی اور ایک سورت میں بھی اور یہ خصوصیت قرآن کے دوسرے قصص سے ممتاز ہے۔

سورت یوسف کے شان نزول کے بارے میں مختلف روایات ہیں جن میں سے ایک روایت امام ابن کثیر نے بیان کی ہے۔:

"کہ ایک زمانہ تک قرآن کریم نازل ہوتا رہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے تلاوت فرماتے رہے۔پھر انہوں نے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی واقعہ بھی بیان ہو جاتا، تو اس پر یہ آیتیں اتریں۔"(1)

انسانی کردار کی تشکیل میں سورۃ یوسف کی آیات کا خاصہ کردار ہے۔اس سے مستنبط احکام ومعارف پر عمل پیرا ہو کر انسانی کردار کی تشکیل سازی کی جا سکتی ہے۔ذیل میں چند نکات پیش خدمت ہیں:

سورۃ یوسف سے بہت سارے اخلاقی اصول اخذ ہوتے ہیں جیسا کہ عزت نفس، صبر، عفت وپاکیزگی، صلہ رحمی، عفو ودرگزر، حکمرانی کے اصول، زندگی گزارنے کے طریقے اور مقصد زندگی وغیرہ۔ہم صرف سورۃ یوسف سے اخذ ہونے والے اہم اخلاقی اصولوں کو دیکھتے ہیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

صبر ورضا:

صبر ورضااللہ کے ان اوصاف کمالیہ میں سے ہیں جن پر عمل پیراہو کر انسان نہ صرف قرب الٰہی حاصل کرتا ہے بلکہ دنیا میں بھی عزت پاتا ہے۔ صبر کا مطلب ہے کہ کسی بھی مشکل گھڑی میں گھبراہٹ اور پریشانی کو اپنے اوپر غالب نہ آنے دینا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں ستر سے زائد مقامات پر اس کی فضیلت کا اعلان کیا ہے اور ایسا صرف اس کی فضیلت، عظمت، اہمیت اور فوائد کی وجہ سے کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کو نصف ایمان قرار دیا ہے۔

سورۃ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے صبر کے جابجا مظاہرے ہیں۔ سب سے بڑی آزمائشیں انبیاء علیہم السلام پر آئیں جن پر انہوں نے صبر و تحمل کے وہ اعلیٰ نمونے پیش کئے جو آج بھی ہر مومن کے لیے لائق اتباع اور قابل قدر ہیں۔ ان نمونوں میں سے ایک عظیم الشان نمونہ حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے صبر کا ہے جو انہوں نے مختلف نوعیتوں کی تکلیفوں کو برداشت کر کے پیش کیا اور آج بھی ضرب المثل کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو صبر ورضا کے ان تمام مراحل میں وہ کمال عطا فرمایا تھا جس کو مثلِ اعلیٰ کہا جاتا ہے اور مختلف نوعیت کی آزمائشوں پر صبر کیا مثلاً:

برادران کی ایذاء رسانیوں پر صبر

آزاد ہونے کے باوجود غلام بن جانے پر صبر

عزیز مصر کی بیوی اور مصری عورتوں کے ہر فریب و ترغیبات پر صبر

قید و بند کے مصائب پر صبر

عزیز مصر کی دولت و ثروت کے وکیل بن جانے پر صبر۔

طوالت سے بچنے کے لیے صرف ایک مثال کو بیان کیا جاتا ہے۔

یہاں دو باتیں ہیں:

ایک یہ کہ بھائی کنوئیں میں پھینکنے کے بعد پھر اسی کنوئیں کے آس پاس رہتے ہیں اور جیسے ہی انہیں پتہ چلتا ہے کہ یوسف علیہ السلام کو ایک قافلہ نے کنوئیں سے نکالا ہے تو وہ آئے اور کہا کہ یہ لڑکا ہمارا بھاگا ہوا غلام ہے۔ چنانچہ برادران یوسف علیہ السلام نے سیدنا یوسف علیہ السلام کو اس قافلہ کے ہاتھ تھوڑی سی قیمت کے عوض بیچ دیا۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ قافلہ والوں نے سیدنا یوسف علیہ السلام کو کنوئیں سے نکالنے کے بعد ان کے گھر پہنچانے کے بجائے چھپالیا تاکہ بیچ ڈالیں۔ حالانکہ یوسف علیہ السلام کا گھر کوئی زیادہ دور نہ تھا اور یوسف علیہ السلام سے پوچھ کر بڑی آسانی سے ان کو ان کے والد تک لے جاسکتے تھے۔ مزید یہ کہ بازار میں چھپتے چھپاتے اور بچتے بچاتے لے جا کر بیچ دیا۔ جو کم قیمت لے کر چلتے بنے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اس موقع پر بہت بڑے صبر کا مظاہرہ کیا۔ سترہ برس کا ایک کم سن لڑکا باپ کی آغوش محبت سے جبراً چھین لیا گیا اور پھر اپنے بھائیوں کے ظلم کی وجہ سے اچانک اپنے آپ کو کن لوگوں میں پاتا ہے؟ ان میں جو چند سکوں کے بدلے اسے غلام بنا کر بیچ رہے ہیں۔

دنیا کی ایک لاکھ انسانی طبعتیں ایسی حالت میں کیا کرتی ہیں؟ مگر سیدنا یوسف علیہ السلام نے کیا کیا؟ اچانک ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ایک تجربہ کار دانشمند کی طرح اس نے صورت حال کا پورا جائزہ لے لیا اور پھر فیصلہ کر لیا ہو کہ جو حالات بھی پیش آجائیں انہیں صبر ورضا کے ساتھ جھیل لینا چاہیے اور اسی کے مطابق کام کیے جانا چاہیے۔

قافلہ والوں نے انہیں غلام کی حیثیت سے پیش کیا اور وہ ایک غلام کی طرح پیش ہو گئے۔ عزیز مصر نے ایک غلام کی طرح خرید لیا۔ سیدنا یوسف علیہ السلام نے غلام کی طرح اس کی خدمت شروع کر دی اور اس کے ساتھ اس طرح پیش آئے جس طرح ایک اطاعت شعار اور وفادار غلام کو اپنے آقا کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔ کہیں سے بھی کوئی بھی ایسی بات مترشح نہیں ہوتی کہ ایسا کرنے میں انہیں کوئی تامل ہوا ہو۔ گویا یہ ناگہانی مصیبت جو ہزاروں لاکھوں انسانوں کے لیے سوگواری پوری زندگی کے لیے بن جاتی ہے، سیدنا یوسف علیہ السلام اس پر بھی صابر و شاکر رہے۔ حالانکہ آہ و بکا اور چیخ و پکار کر کے خود کو بچانے کی کوشش کر سکتے تھے۔

انہی صبر آزما واقعات کی وجہ سے امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

Vol.7 No.4 2023
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

"ہر مسلمان پر واجب ہے کہ جب اسے اس کی ذات یا اولاد یا مال کے سلسلے میں کوئی ناپسندیدہ چیز پیش آئے تو وہ صبر جمیل سے اس کا سامنا کرے اور وہ مصیبت نازل کرنے والے کے سامنے سر تسلیم خم کردے۔ جو کہ بہت زیادہ علم و حکمت والا ہے اور وہ اللہ کے نبی حضرت یعقوب علیہ السلام اور دیگر تمام انبیاء علیہم السلام کی اقتدا کرے۔"(2)

صبر کے متعلق صحیح بخاری میں یہ حدیث آئی ہے جس پر اس عورت کو صبر پر جنت کا انعام مل رہا ہے۔

حدثنا مسدد، حدثنا يحيى، عن عمران ابي بكر، قال: حدثني عطاء بن ابي رباح قال: قال لي ابن عباس" الا اريك امراة من اهل الجنة؟، قلت: بلى، قال: هذه المراة السوداء اتت النبي صلى الله عليه وسلم، فقالت: إني اصرع، وإني اتكشف فادع الله لي، قال: إن شئت صبرت ولك الجنة، وإن شئت دعوت الله ان يعافيك، فقالت: اصبر، فقالت: إني اتكشف، فادع الله لي ان لا اتكشف، فدعا لها".

ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا: ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے عمران ابو بکر نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: تمہیں میں ایک جنتی عورت کو نہ دکھادوں؟ میں نے عرض کیا کہ ضرور دکھائیں، کہا کہ ایک سیاہ عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور کہا کہ مجھے مرگی آتی ہے اور اس کی وجہ سے میرا ستر کھل جاتا ہے۔ میرے لیے اللہ تعالی سے دعا کر دیجیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو صبر کر تجھے جنت ملے گی اور اگر چاہے تو میں تیرے لیے اللہ سے اس مرض سے نجات کی دعا کر دوں۔ اس نے عرض کیا کہ میں صبر کروں گی۔ پھر اس نے عرض کیا کہ مرگی کے وقت میرا ستر کھل جاتا ہے۔ آپ اللہ تعالی سے اس کی دعا کر دیں کہ ستر نہ کھلا کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے دعا فرمائی۔ "(3)

امام مجاہد نے کہا:

"صبر جمیل وہ ہے جس میں گھبراہٹ، بے قراری اور بے چینی نہ ہو۔"

حبان بن حیلہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے "صبر جمیل" کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا:

"یہ وہ صبر ہے جس میں کسی سے شکایت نہ کی جائے۔"

امام ثوری رحمہ اللہ کے بعض اصحاب نے بیان کیا کہ صبر میں تین چیزیں ہیں:

"اپنا درد کسی سے نہ کہو، اپنی مصیبت کسی سے نہ بیان کرو اور نہ اپنی تعریف کرو۔"

عفت و پاکیزگی:

عفت و پاکیزگی ایک ایسا اخلاقی وصف ہے جس کی وجہ سے انسان محبت الٰہی کا حق دار ٹھہرتا ہے۔

"عصمت کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالی بندے میں اس کی قدرت اور اختیار کے باوجود گناہ نہ پیدا کرے یا یہ کہ عصمت اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ وہ لطف ہے جو بندے کو اچھے کاموں پر ابھارتا ہے اور برے کاموں سے روکتا ہے۔ باوجود اس کے کہ بندہ کو گناہ پر اختیار ہوتا ہے تاکہ بندہ کا مکلف ہونا صحیح رہے۔"(4)

سیدنا یوسف علیہ السلام پر زندگی کے مختلف مراحل میں جو مصیبتیں آئیں ان میں سے ایک عفت و پاکیزگی کا خطرہ بھی تھا۔ عزیز مصر جب سیدنا یوسف علیہ السلام کو خرید کر اپنے گھر لے گیا تو جا کر اپنی بیوی سے کہا کہ اسے باعزت جگہ پر رکھنا۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں فائدہ دے، یا ہم اسے بیٹا ہی بنا لیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام جب بچے تھے۔ عزیز مصر کی بیوی بچے پر محبت و شفقت والی تھی۔ اب جب جوانی آئی تو وہ نگاہ نہ رہی، لہٰذا عزیز مصر کی بیوی نے سیدنا یوسف علیہ السلام کو برائی کی دعوت دی۔

بظاہر تو ہر چیز حضرت یوسف علیہ السلام کے خلاف ہی جا رہی تھی کہ جب زلیخا نے سیدنا یوسف علیہ السلام کو برائی کی دعوت دی تو سیدنا یوسف علیہ السلام باہر کو بھاگے اور جب اس عورت نے دروازہ پر اپنے شوہر کو پایا تو کہا کہ اس کی سزا کیا ہو سکتی ہے جو تیرے گھر والی کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے؟ اور پھر بات نہ منوا سکی تو جیل خانے میں بھجوا دیا۔ لیکن یوسف علیہ السلام ہر ہر موقع پر جب اپنے رب کی طرف متوجہ ہوئے اور اللہ سے مدد مانگی تو اللہ نے پھر مدد کی۔

جن جن افراد کا اس واقعہ سے تعلق ہے وہ حسب ذیل ہیں:

1-یوسف علیہ السلام

2-زلیخا

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

3-عزیز مصر

4-شاھد از اہل زلیخا

5-مصری عورتیں

6-ابلیس لعین

جن میں سے سب سے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام نے خود دعویٰ کیا اور زلیخا نے بھی اس کا اعتراف کیا۔ان کے ساتھ ساتھ عزیز مصر نے بھی اعتراف کیا۔جس کو قرآن پاک کی سورت یوسف میں آیت نمبر 23,29,51 کے اندر بیان کر دیا گیا ہے[1]۔ان کے علاوہ ایک شاہد کی شہادت اور مصری عورتوں کی شہادت کے علاوہ سب سے بڑی شہادت خود اللہ رب العزت نے دی۔اب ان شہادتوں کے بعد ان کی براءت و نزاہت میں کیا شبہ ہو سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا:

﴿ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ۭ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْۗءَ وَالْفَحْشَاۗءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ)(5)

ترجمہ:

"اور وہ (یوسف علیہ السلام) اس کا قصد کرتے اگر وہ اپنے پروردگار کی دلیل نہ دیکھتے۔یونہی ہوا کہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی دور کر دیں بیشک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا۔"

عفو در گزر:

عفو در گزر ایک ایسا وصف عظیم ہے جس سے نہ صرف انسان معاشرے میں عزت کا مستحق ہوتا ہے بلکہ مقرب الٰہی بن جاتا ہے۔

"عفو و در گزر کا مطلب ہے معاف کر دینا، طاقت رکھنے کے باوجود بدلہ نہ لینا، انتقام لینے کے بجائے در گزر سے کام لینا۔"(6)

سورۃ یوسف کی روشنی میں جو اخلاقی اصول اخذ ہوتے ہیں ان میں سے ایک اہم اخلاقی اصول عفو و در گزر کا حاصل ہونا ہے۔حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا۔انتہائی معصوم بچے کو باپ سے دھوکہ فریب کے ساتھ الگ کر کے لے گئے اور قتل کا ارادہ کیا لیکن پھر ایک بھائی کی بات پر انہیں اندھے کنوئیں میں ڈالا۔پھر جب یوسف علیہ السلام کو ایک قافلہ والوں نے نکالا تو انہوں نے ان کو چند درہم کے عوض بیچ دیا۔یوسف علیہ السلام کو اپنا بھاگا ہوا غلام بتایا اور اس کو غلامی میں دے دیا اور اسی وجہ سے سیدنا یوسف علیہ السلام کو اپنی زندگی میں بار ہا نئی آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا۔کبھی غلام بن کر دوسروں کی خدمت کی۔کبھی عورتوں کے فتنے کا مقابلہ کیا۔کبھی بلاوجہ قید کر دیے گئے کہ وہ ایک غلام تھے اور کمزور تھے اور اپنا بچاؤ مالکہ سے نہیں کروا سکتے تھے۔لہٰذا بلاوجہ قید کی سزا کاٹتے رہے۔

اسی طرح جب خود معاف کر دیا تو ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے بھی درخواست گزار رہے اور بھائیوں کو کہتے ہیں کہ اللہ بھی تمہیں معاف کر دے، کیونکہ وہ تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

حسن انتظام:

حسن انتظام حسن ترتیب کے لیے بہت اہمیت کا حامل ہے۔حسن انتظام کائنات میں جابجا نظر آتا ہے، اسی حسن انتظام کو نظم وضبط کہا جاتا ہے۔سورۃ یوسف میں کار عظیم کے لیے مشیت الٰہیہ کا نظام تربیت کامل ترین درجہ پر نظر آتا ہے۔

---

1 (آیت نمبر۲۳)) (وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۭ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّيْٓ اَحْسَنَ مَثْوَايَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ

(يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ښ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـــِٕيْنَ) (آیت نمبر۲۹)

(قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ۡ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ 51ے) (آیت نمبر۵۱)

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی بچپن سے لے کر مصیبتیں پیش آئیں، اگر ان کو دیکھا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ حضرت یوسف علیہ السلام آزمائشوں کے ایک طویل سلسلے سے گزر کر آرہے ہیں اور یہ آزمائشیں کسی گم نام گوشے میں پیش نہیں آئی تھیں بلکہ بادشاہ سے لے کر عام شہریوں تک مصر کا بچہ بچہ ان سے واقف تھا۔ ان آزمائشوں میں انہوں نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ امانت، راست باز، حلم، ضبط نفس، عالی ظرفی، ذہانت و فراست اور معاملہ فہمی میں کم از کم اپنے زمانے کے لوگوں کے درمیان تو نظیر رکھتے تھے۔ بادشاہ کا خواب دیکھنا، بادشاہ کا بلاوا، حضرت یوسف علیہ السلام کا عہدہ کا طلب کرنا اور اس کے بعد سیدنا یوسف علیہ السلام کا حسن انتظام جا بجا نظر آتا ہے۔

یہ بھی کسی آدمی کے حسن انتظام میں شامل ہے کہ وہ وہی کام کرنے کی ذمہ داری لیتا ہے جس کے کرنے کی وہ ہمت رکھتا ہے اور مہارت سے کر سکتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس کے علاوہ کوئی بھی اسے اس طرح انجام نہیں دے سکتا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے باقاعدہ انتظام کے سلسلے میں یہ اقدامات کیے تھے:

(1) خوشحالی کے دور میں غلہ ضائع نہیں کیا۔

(2) تنگدستی میں نہ ضرورت سے زیادہ کیا نہ کمی کی اور نہ اسراف کیا۔

(3) خود بڑے عہدے کے باوجود لوگوں سے معاملہ خود کرتے تھے۔

(4) صرف اپنی ضرورت ہی نہیں بلکہ گرد و نواح میں غلہ کی ضرورت پوری کی۔

(5) دوسرے شہروں کی نسبت غلہ سستا فراہم کیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے خوشحالی کے دور میں غلہ ضائع نہیں کیا بلکہ صرف ضرورت کے تحت غلہ نکالتے اور باقی کے غلہ کو محفوظ کرنے کے لیے باقاعدہ گودام تعمیر کروائے اور اسی طرح حسن انتظام سے کام کرتے ہوئے غلہ کو مشکل دنوں کے لیے محفوظ کیا۔

"حضرت یوسف علیہ السلام نے گوداموں کا نظام بنایا جو خوشحالی کے سالوں میں تعمیر کیے گئے اور غلہ سنبھالنے کے لیے تعمیر کروائے، تاکہ قحط سالی میں ان سے غلہ کی کمی کو پورا کیا جائے، اور اس کے لیے بہت بڑی منصوبہ بندی، محنت و امانت اور حساب کتاب میں مہارت کی ضرورت ہے جو یوسف علیہ السلام میں موجود تھی۔" (7)

حضرت یوسف علیہ السلام کی قحط سالی میں تدبیر یہ تھی کہ انہوں نے بیرون علاقوں سے غلہ کی فراہمی کے لیے یہ شرط رکھی تھی کہ وہ درخواست پیش کریں کہ انہیں اپنے گھر کے کتنے افراد کے لیے غلہ چاہیے، ان کے پورے پورے نام اور پتے لکھے جائیں اور ان کو رجسٹر میں درج کیا جائے اور درخواست کی منظوری کے لیے حکام بالا کے پاس پیش کیے جائیں۔ درخواست کی تحقیق کے بعد فی کس ایک بار شتر غلہ کی منظوری دے دی جاتی۔

کوئی بھی عہدہ، خواہ وہ غیر مسلموں کی پیش کش ہی کیوں نہ ہو اسلام کے منافی نہیں، مگر شرط یہ ہے کہ انسان خود متقی ہو اور اپنے مقصد زندگی کو نہ بھولے، جیسا کہ یوسف علیہ السلام خزائن الارض کے مرتبے پر تھے، لیکن ساتھ ساتھ اپنی تبلیغ کے مشن کو بھی جاری رکھے ہوئے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسی بات کو یوں بیان فرمایا:

"وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْاَرْضِ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَ لَا نُضِيعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِينَ" (8)

ترجمہ:

"اسی طرح ہم نے یوسف (علیہ السلام) کو ملک کا قبضہ دے دیا کہ وہ جہاں کہیں چاہے رہے سہے، ہم جسے چاہیں اپنی رحمت پہنچا دیتے ہیں۔ ہم نیکوکاروں کا ثواب ضائع نہیں کرتے۔"

یہاں اللہ کی رحمت کے بعد یوسف علیہ السلام کی اپنی صفت کے طور پر محسن ہونا بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا حکمرانی کے لیے سب سے پہلے جو صفت ہونا ضروری ہے وہ محسن ہونا ہے، تاکہ تمام کام حسن کے درجے میں پایہ تکمیل تک پہنچ جائیں۔

خلاصہ بحث:

اس سورت میں تشکیل کردار کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے اور ہر طرح کے حالات کو بیان کیا گیا ہے، مثلاً: اس سورت میں کمال درجے کا غم، پھر اسی درجے یا اس سے بڑھ کر خوشی، انتہائی درجے کی بے بسی اور پھر کمال درجے کا اقتدار۔ نابینا کر دینے والی جدائی اور آنکھیں روشن کر دینے والی ملاقات کی خوشخبری، انتہائی درجے کی ہوس اور

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

دعوت گناہ اوراس کے مقابلے میں حد درجے کی پاک دامنی، بے انتہا ظلم اور کمال درجے کی معافی، غرض عجیب وغریب واقعات اور مضامین ہیں جو غمگیں بھی کرتے ہیں اور خوش بھی، لیکن ان سب حالات میں صبر ورضا کا مظاہرہ ایک مضبوط کردار کی شخصیت بنانے میں بدرجہ اُتم نظر آتا ہے۔

صبر ایک عظیم الشان خصلت ہے جو بہت سی برائیوں کے لئے سپر اور ڈھال کا کام دیتی ہے اور اللہ تعالی کی رحمتوں کے نزول کا سبب بنتا ہے۔ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے مختلف مصیبتوں مثلاً: بھائیوں کی نفرت، حسد، بدگمانی، اس زمانے کے لوگوں کے حالات، آزاد لوگوں کو غلام بنالینا، ان کا انداز حکومت، ان کے قوانین، شیطان کا بہکانا، اپنوں کے ظلم، پیاروں سے جدائی، بے وطنی، غلامی کے صدمے، عزیز مصر کی بیوی کے فریب، یوسف علیہ السلام کی عفت کا امتحان، پھر قید خانے کی آزمائش اور جب ان سب پر صبر کیا اور درگزر سے کام لیا تو اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ان تک پہنچی۔

عفو ودرگزر بھی صبر کی طرح ایک بہت ہی اعلیٰ اخلاقی قدر ہے۔ اس کے برعکس اگر کسی سے انتقام لینے کا سوچا جائے اور ایسا ارادہ ہو تو یہ خود اپنے ہی نفس پر ایک بوجھ ہے۔ ایک ایسا شعلہ بن جاتا ہے جو دل کو جلا دیتا ہے، ایسا دھواں بن جاتا ہے جو ضمیر کو ڈھانپ دیتا ہے، لیکن اس کے برعکس اگر نفس درگزر کرتا ہے تو وہ اس بوجھ سے آزاد ہو جاتا ہے، دل میں ٹھنڈک پیدا ہوتی ہے اور ضمیر پاک صاف ہو جاتا ہے۔ اور اس عفو ودرگزر ہی کے نتیجے میں ہم حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرح پرسکون اور مطمئن زندگی گزار سکتے ہیں۔

حوالہ جات

(1) ابن کثیر، اسماعیل بن عمر بن کثیر، القرآن العظیم، ص:520، ج:2، نور محمد کارخانہ تجارت، کتب آرام باغ کراچی
(2) ابو جعفر محمد بن جریر بن زید طبری، جامع البیان عن تاویل القرآن، ص:150، ج:12، دار الکتب المصریہ، القاهرہ
(3) البخاری، ابو عبداللہ، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب المرضی، بابُ فَضْلِ مَنْ يُصْرَعُ مِنَ الرِّيحِ
(4) الاصفہانی، راغب، امام، المفردات فی غرائب القرآن، ج:3، ص:103، اہلحدیث اکیڈمی، لاہور
(5) سورۃ یوسف:24
(6) الاصفہانی، راغب، امام، المفردات فی غرائب القرآن، ج:4، ص:307، اہلحدیث اکیڈمی، لاہور
(7) ابن کثیر، اسماعیل بن عمر بن کثیر، القرآن العظیم، ص:576، ج:2، نور محمد کارخانہ تجارت، کتب آرام باغ کراچی
(8) سورۃ یوسف:56